www.emarsiya.com

تیئسواں مرثیہ

سرور اکیلے جب رہے دشتِ نبرد میں

(۱)

سرور اکیلے جب رہے دشتِ نبرد میں　　گیسوئے تابدار تھے آلودہ گرد میں
ہر دم زیادتی تھی کلیجے کے درد میں　　مصروف تھے بجز و بکا آہِ سرد میں
آنسو نمک ہوئے جگرِ پاش پاش پر
تھامے کلیجا روتے تھے اکبرؑ کی لاش پر

(۲)

جب لوٹتا تھا خاک پہ ہمشکلِ مصطفاؐ　　سینے میں شہ کے ہوتا تھا تب جوش خون کا
قبضے پہ ہاتھ رکھتے تھے جب شاہِ کربلاؑ　　خوفِ نجاتِ امتِ جد سر جھکاتا تھا
گہ روتے گاہ دل کو وہ تسکین دیتے تھے
قبضے پہ ہاتھ رکھتے تھے اور روک لیتے تھے

(۳)

گہ کہتے تھے کہ کیاں کروں اے غیرتِ قمر　　کوئی تو پوچھے دل سے مرے صدمۂ جگر
صدمہ جگر کا کہتا ہے اعدا کو قتل کر　　بخشش کا عاصیوں کے خیال آتا ہے مگر
کہتا ہوں انتقام لیا گر تو کیا کیا
کیا ماروں ان کو ہے تمہیں جن پر فدا کیا

www.emarsiya.com

ہے سہل انتقام ترا گر میں ان سے لوں　　اک دل ترا چھدا میں جگر لاکھوں چھیدوں
تیرا لہو کہاں کہاں اعدائے دیں کا خوں　　آلِ نبیؑ کہاں کہاں یہ فرقۂ زبوں
گو اٹھ سکے یہ ہاتھ نہ ان پر اٹھاؤں گا
نفسانیت سے تیغ نہ ان پر لگاؤں گا

(۵)

فوجِ عدو میں کون ہے ہمشکلِ مصطفاؐ　　بدلا جو تیرے خون کا لوں میرے دلربا
دادا بھلا ہے کس کا شہنشاہِ لافتاؐ　　ماروں ترے بدل کسے کون ایسا ہے بھلا
کس شخص سے عوض ترا اے لالہ فام لوں
کچھ بھی مناسبت ہو تو میں انتقام لوں

(۶)

یہ کہہ کے سمت نہر کے تشریف لے گئے　　بھائی کی لاش دیکھی تو آنسو ٹپک پڑے
ہاتھوں سے تھام لی کمر اور کہنے یوں لگے　　سقائے اہلبیت اٹھو خوب سو چکے
ہونٹوں پہ آہِ سرد ہے کچھ سوجھتا نہیں
بھائی کمر میں درد ہے کچھ سوجھتا نہیں

(۷)

فی الواقعی کہ بھائی بڑے خوش نصیب تھے　　روشن علیؑ کا نام کیا پائے مرتبے
سقائے اہلبیت نثارِ خدا ہوئے　　مجھ سے بھی سرخرو ہو پدر کی بھی روح سے
اب پورا حکمِ حیدرِ کرارؑ کر گئے
جرأت مجھے دکھا گئے تلوار کر گئے

www.emarsiya.com

(۸)

افسوس ہم کو آتا ہے اب اپنے حال پر ضعفِ بصر ادھر ہے ادھر صدمۂ جگر
ہے شاق اٹھنا بیٹھنا آتا نہیں نظر ہم بھی اسی کے بیٹے ہیں تم جس کے ہو پسر
کیونکر کھڑے ہوں دشت میں ناچار کیا کریں
آنکھوں سے سوجھتا نہیں تلوار کیا کریں

(۹)

بھائی کی لاش پر شہِ دیں محوِ گریہ تھے اک شخص آیا پوچھتا یثرب کی سمت سے
آقا مرے حسینؑ کہاں ہیں کھڑے ہوئے ڈیوڑھی پہ اہلبیتِ رسالت کھڑے جو تھے
صغراؑ کا دھیان زینبِ مضطر کو آ گیا
تھا انتظارِ خط سو جگر تھرتھرا گیا

(۱۰)

فضّہ سے رو کے کہنے لگی زینبِ حزیں بھائی کے غم میں کچھ انہیں اصلا خبر نہیں
لے آ بلا کے نہر پہ روتے ہیں شاہِ دیں خط چھین لے نہ کوئی کہ دشمن ہیں سب لعیں
شہؑ اس طرف کو ہیں وہ رواں اس طرف نہ ہو
یاں تک خطِ مریض پہنچ کر تلف نہ ہو

(۱۱)

فضّہ چلی یہاں سے چلے اس طرف سے شاہ اس دل جلی کو مل گئے سرور میان راہ
فضّہ پہ جبکہ پڑ گئی شبیرؑ کی نگاہ فرمایا کس نے بھیجا ہے کیوں آئی کیا ہے آہ
کیا حال بانوؑ کا غمِ اکبرؑ میں غیر ہے
جیتی سکینہؑ ہے علی اصغرؑ کی خیر ہے

www.emarsiya.com

یہ کہتے پہنچے خیمے کی ڈیوڑھی تلک امام　　زینبؑ پکاری خیر ہے آؤ ہے مجھ کو کام
پھرتا ہے پوچھتا ہوا کوئی تمہارا نام　　دیکھو تو کون آیا ہے اے سید انام
ہے یہ سبب زیادہ مجھے تلملانے کا
ہے مجھ کو شبہ قاصدِ صغراؑ کے آنے کا

(۱۳)

یہ سن کے جلد رن کو پھرے شاہِ بحر و بر　　خط سر پہ باندھے ایک عرب آ گیا نظر
گھبرا کے اس سے شہؑ نے کہا اے جواں ٹھہر　　تو کس کو پوچھتا ہے بھلا کچھ بیاں تو کر
تو جانتا نہ ہو اسے پہنچانتے ہوں ہم
شاید بتا دیں تجھ کو اسے جانتے ہوں ہم

(۱۴)

کی عرض شہؑ سے اس نے کہوں کیا ہے ماجرا　　اک خط ہے میرے پاس پتا اس میں ہے لکھا
کچھ ٹھیک ٹھیک کہتے نہیں مجھ سے اشقیا　　پھرتا ہوں ڈھونڈتا پہ نہیں ملتا ہے پتا
کوئی خیمہ کوئی دشت بتا دیتا ہے مجھے
ہر ایک ایک راہ بتا دیتا ہے مجھے

(۱۵)

فرمایا شہؑ نے خط ہے کہاں نام تو بتا　　بولا حسینؑ کو ہے خط ایک لڑکی نے لکھا
آنکھوں میں اشک بھر کے کہا شاہؑ نے کہ لا　　عرصہ ہوا کہ مجھ کو ترا انتظار تھا
بیچین ہوں پہ دل کا محمدؐ کے چین ہوں
یہ خط ہے میری بیٹی کا اور میں حسینؑ ہوں

www.emarsiya.com

یہ سن کے نامہ بر گرا قدموں پہ شاہؑ کے — دینے لگا جو خط تو کہاں یوں امام نے
ساتھ آ مرے مگر ابھی اس خط کو رہنے دے — پردے کو پکڑے اہلِ حرم در پہ ہیں کھڑے
زینبؑ مجھے بلائے گی جایا نہ جائے گا
خط فاطمہؑ کا مجھ سے سنایا نہ جائے گا

(۱۷)

یہ کہہ کے آگے خیمے سے کچھ بڑھ گئے امام — لے کر وہ خط ٹھہر گئے پھر سیدِ انام
سرنامے پر جو فاطمہؑ صغرا کا دیکھا نام — آنکھوں سے خط لگا کے یہ کرنے لگے کلام
ہم پھنس گئے تو موردِ آفات ہو گئی
خط آیا تیرا نصف ملاقات ہو گئی

(۱۸)

پڑھنے لگے جو کھول کے خط شاہِ خوشخصال — القاب ہی میں ہو گیا سرور کا غیر حال
جب روتے روتے مطلبِ خط پر کیا خیال — ہاتھوں سے نامہ گر پڑا صدمہ ہوا کمال
لکھا تھا کیوں مریض کو دل سے بھلا دیا
نہ آپ آئے اور نہ مجھ کو بلا لیا

(۱۹)

جب روتے روتے چپ ہوئے کچھ شاہِ کربلا — قاصد نے رو کے عرض کی خط پڑھ چکے شہا
پیغام ہے زبانی بھی صغراؑ نے کچھ کہا — حضرت کے ساتھ کون ہے ہمشکلِ مصطفاؐ
جس جس کو میں بتاتا ہوں اس کو بلائیے
عباسؑ کس کا نام ہے جلدی بتائیے

www.emarsiya.com

(۲۰)

یہ سن کے پھر بھر آئے شہ دیں کے چشم تر　　دل تھام کر یہ کہنے لگے شاہِ بحر و بر
اکبرؑ کہاں ہے اب کہاں عباسؑ نامور　　ہوتے اگر تو ہوتے وہ میرے ادھر ادھر
قاصد نے عرض کی کہ شہا وہ کدھر گئے
رو کر کہا امامِ زماںؑ نے کہ مر گئے

(۲۱)

عباسؑ میرا بھائی تھا اکبرؑ مرا پسر　　سوتا ہے ایک دشت میں اور ایک نہر پر
تو آپ چل کے شکوۂ صغراؑ بیان کر　　لیکن بتادے مجھ کو کہ پہلے چلوں کدھر
دل کی طرف چلوں کہ جگر کی طرف چلوں
بھائی کی سمت یا کہ پسر کی طرف چلوں

(۲۲)

قاصد نے رو کے عرض کی یا شاہِ کربلا　　ہیں دونو ایک نور نہیں فرق ہے ذرا
وہ ثانیٔ نبیؐ ہے وہ ہمشکلِ مرتضا　　ہے اشتیاقِ دید پیمبرؐ مجھے سوا
آنکھوں کے آگے پھرتے ہیں رخسارِ مصطفاؐ
دیدار ان کا گویا ہے دیدارِ مصطفاؐ

(۲۳)

یہ سن کے شہ نے لاشۂ اکبرؑ کا رخ کیا　　دیکھی پسر کی لاش تو دل کانپا شاہ کا
فرمایا دیکھ لے یہ ہے ہمشکلِ مصطفاؐ　　کر کے سلام بولا وہ یوں بندۂ خدا
پڑھئے یہ خط غلام مدینے سے لایا ہے
چلئے تمہیں بہن نے وطن میں بلایا ہے

www.emarsiya.com

قاصد سے شہؑ یہ بولے کہ کہتا ہے تو یہ کیا　　اب یاں سے چل تو لاشۂ عباسؑ پر ذرا
پہنچے جو اس کی لاش پہ قاصد تو یہ کہا　　عباسؑ نامدار یہی بھائی ہے مرا
بعد اس کے زندگی سے طبیعت ہے بھر گئی
کمر ہے اسی کے غم سے کمر میری جھک گئی

(۲۵)

لاشے سے اس کے بولے یہ پھر شاہِ تشنہ لب　　عباسؑ آیا ہے خطِ صغرا اٹھو پڑھو
ہر سطرِ خط میں حرفِ شکایت ہیں دیکھ لو　　لکھا ہے گر نہ آؤ بلاؤ مریض کو
اکبرؑ سدھارے تم گئے مہماں میں دم کا ہوں
ساتھ اس کے کون جائے کہ عازم عدم کا ہوں

(۲۶)

قاصد کو شہؑ کی باتوں سے سکتہ سا ہو گیا　　پھر اس کو لے کے واں سے پھرے شاہِ کربلا
ایک ہاتھ تھا کمر پہ تو ایک ہاتھ دل پہ تھا　　خیمے پہ جو پڑی نظر سرورِ ہدا
کیا دیکھتے ہیں فضّہ قدم جلد اٹھاتی ہے
اور اس کی انگلی پکڑے سکینہؑ بھی آتی ہے

(۲۷)

کرتا پھٹا ہے اس کا تو سر اس کا ہے کھلا　　کچھ باتیں کرتی آتی ہیں دونوں برہنہ پا
فرمایا شہؑ نے اب تو ہے قاصد غضب کی جا　　بالی سکینہؑ آتی ہے اس سے کہوں گا کیا
بالفرض در پہ خیمے کے خط لے کے جاؤں گا
آنکھوں سے سوجھتا ہی نہیں کیا سناؤں گا

www.emarsiya.com

یہ کہتے تھے جو آ کے سکینہؑ نے عرض کی　　اے باباجان کب سے پھوپھی در پہ ہے کھڑی
پوچھا ہے کون آیا ہے اے نائبِ علیؑ　　خط ہو اگر تو لاؤ ہے بانوؑ تڑپ رہی
خیمے کے در پہ کب سے ہے سب گھر کھڑا ہوا
وہ کون تم کو پوچھتا آیا تھا کیا ہوا

(۲۹)

گودی میں اس کو شہؑ نہ یہ سن کر اٹھا لیا　　اس شخص کو کبھی نہ سکینہؑ نے دیکھا تھا
گھبرا کے پوچھنے لگی تو کون ہے بتا　　آیا کہاں سے کون ہے کچھ کہہ تو ماجرا
واللہ تجھ میں بوئے وطن مجھ کو آتی ہے
جلدی چل اے عرب تجھے اماں بلاتی ہے

(۳۰)

یہ سن کے بولے شہؑ یہ ہے صغراؑ کا نامہ بر　　قاصد سے بولی دخترِ سلطانِ بحر و بر
کچھ اپنا حال قاصدِ صغراؑ بیاں تو کر　　کیا چھین لے گئے خطِ صغراؑ کو اہلِ شر
کیا گر گیا ہے خط جو ترا حال غیر ہے
خط گر گیا تو گر گیا یہ کہہ تو خیر ہے

(۳۱)

در پر پہنچ کے کرتا ہے جلدی بھلا کوئی　　بس ایک بار پوچھ لیا اور راہ لی
زینبؑ کھڑی تھی ڈیوڑھی پہ فضہ نہ پاس تھی　　بلواتی کس سے تجھ کو بھلا دخترِ علیؑ
جب تو چلا گیا تو پھوپھی بلبلاتی تھی
فضہ بھی تیرے پیچھے ہی خیمے سے آتی تھی

www.emarsiya.com

فضّہ کو جب سے بھیجا ہے عرصہ بڑا ہوا　　اے نامہ بر پھوپھی کو ترا انتظار تھا
مریم کا ہے بتولؑ کی لونڈی کا مرتبا　　تیروں کا ڈر کیا بھی نہ خنجر کا ڈر کیا
پوتی میں فاطمہؑ کی ہوں بانوؑ کی جائی ہوں
میں اس کے ساتھ ساتھ تجھے لینے آئی ہوں

(۳۳)

یہ کہہ کے ساتھ قاصدِ مضطر کو لے چلی　　رستے میں حال فاطمہؑ کا پوچھنے لگی
کہتی تھی میری بہنا کو تپ تو نہیں چڑھی　　پہنچی قریبِ خیمہ تو صغراؑ کی عرضی لی
کہتی گئی یہ خیمے میں کیا جلد آئی میں
لو اماں جان قاصدِ صغراؑ کو لائی میں

(۳۴)

اس خط کو پھر سکینہؑ سے ایک ایک نے لیا　　زینبؑ نے فضّہ سے کہا قاصد سے کہہ ذرا
یہ آلِ بوتراب پہ احسان ہے ترا　　شرماتی ہے کمال مگر بنتِ مرتضا
خلعت ہے مال و زر ہے نہ کچھ مہمانی ہے
اس وقت میں تو آیا کہ یاں بند پانی ہے

(۳۵)

ہیں تین دن سے اترے ہوئے اس زمین پر　　آخر کو وقتِ شب سے لڑائی گئی ٹھہر
اب تک دمِ سحر سے کہ گذرے ہیں دوپہر　　آفت میں مبتلا ہیں شہنشاہِ بحر و بر
کچھ دھوپ ہے کچھ آگ ہے خندق میں آہ ہے
بچوں کی مارے پیاس کے حالت تباہ ہے

www.emarsiya.com

زہراؑ کی بیٹی آج ہے نادار اس قدر کھانا کہاں کہ پانی نہیں ملتا بوند بھر
کچھ مال و زر نہیں کہ یہ ہے فاقہ کش کا گھر موقوف تیری اجرتِ خط بس ہے حشر پر
اصغرؑ کی ہنسلی گروی ہیں خلخالِ فاطمہؑ
کر اس کو تو قبول کہ ہے مالِ فاطمہؑ

(۳۷)

زینبؑ ابھی یہ قاصدِ صغراؑ سے کہتی تھی بالی سکینہؑ خیمے کے اندر چلی گئی
زلفیں اٹھا اٹھا کے یہ کہتی تھی اے پھوپھی تشویش کچھ نہ کیجئے قاصد کے دینے کی
خلخال دو نہ ہنسلیاں یہ زیہنار دو
قاصد کو پہلے تم مرے موتی اتار دو

(۳۸)

باتوں پر اس کے قاصدِ صغراؑ نے رو دیا بولا یہ موتی لوں میں ہے مقدور کیا مرا
حضرت کا کام سمجھا ہوں میں کام حشر کا قاصد یہ کہتا تھا جو غبار اتنے میں اٹھا
ایسا غبار اٹھا کہ افلاک تک گیا
زینبؑ کا رنگ اڑ گیا قاصد بلک گیا

(۳۹)

فرمایا شہؑ نے قاصدِ صغراؑ سے آن کر جو دیکھا ہے سو کہئو مدینے میں سر بسر
اب جا کہ اور کام ہے مجھ کو ضرورتر آیا ہے ایک دوست مدد کی امید پر
عرصہ کیا کمال سلام اور پیام میں
ہوتی ہے دیر بخشش امت کے کام میں

www.emarsiya.com

یہ سنتے ہی مدینے کی قاصد نے راہ لی زعفر نے کی سماجتِ شبیر خوب سی
اس کی کمک قبول نہ پر شاہِ دیں نے کی آخر شہید ظلم ہوا نائبِ علیؑ

کر عرض یہ خلیق جنابِ امام میں
طاقت تعب سے اب نہیں باقی غلام میں